بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم مفتی صاحب مدظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال نمبر ۱: ایک شخص کے والد صاحب بھی حیات ہیں اور تین بیٹے بھی ہیں اسکے انتقال پر میت کا کون ولی ہوگا۔

سوال نمبر ۲: تین بیٹوں میں سے دو نے نمازِ جنازہ پڑھ لی تو تیسرا بیٹا جب پہنچا تو نمازِ جنازہ ہو چکی تھی اب وہ دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے؟

سوال نمبر ۳: اگر نمازِ جنازہ اور تدفین کے موقع پر ولی دوسرے شہر میں ہیں، تو واپس آکر ولی قبر پر نماز جنازہ منفرداً یا جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

نیز اگر یہ نماز ولی کی اجازت سے نہ پڑھی گئی ہو تو کیا حکم ہے؟

عبدالرحمن عفی عنہ

لکھنو سوسائٹی کورنگی

0323-2191320

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹/۱۳۴۷
مورخہ ____

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

﴿۱﴾......مذکورہ صورت میں نمازِ جنازہ میں امامت کے اعتبار سے میت کا باپ مقدم ہے، البتہ اگر بیٹا عالمِ دین ہو اور باپ عالم نہ ہو تو ایسی صورت میں بیٹا مقدم ہوگا۔ (ماخذہ التبویب:۱۸۷/۹۶)

فی الدر المختار:(۲۲۰/۲)

(ثم الولی)بترتیب عصوبة الإنکاح إلا الأب فیقدم علی الابن اتفاقا إلا أن یکون عالما والأب جاهلا فالابن أولی۔

وفی ردالمحتار:(۲۲۰/۲)

(قوله : فیقدم علی الابن اتفاقا) هو الأصح لأن للأب فضیلة علیه وزیادة سن والفضیلة والزیادة تعتبر ترجیحا فی استحقاق الإمامة کما فی سائر الصلوات بحر عن البدائع وقیل هذا قول محمد وعندهما الابن أولی ۔

وفی البحر الرائق:(۱۹٤/۲)

ثم الترتیب فی الأولیاء کترتیب العصبات فی الأنکاح لکن إذا اجتمع أبو المیت وابنه کان الأب أولی بالاتفاق علی الأصح لأن للأب فضیلة علی الابن وزیادة سن والفضیلة والزیادة تعتبر ترجیحا فی استحقاق الإمامة کما فی سائر الصلوات کذا فی البدائع فلو کان الأب جاهلا والابن عالما ینبغی تقدیم الابن کما فی سائر الصلوات إلا أن یقال إن صفة العلم لا توجب التقدیم فی صلاة الجنازة لعدم احتیاجها للعلم۔

وفی الفتاوی الهندیة:(۱۶۳/۱)

والأولیاء علی ترتیب العصبات الأقرب فالأقرب إلا الأب فإنه یقدم علی الابن کذا فی خزانة المفتین قیل هذا قول محمد رحمه الله تعالی وعندهما الابن أولی والصحیح أنه قول الکل کذا فی التبیین وهکذا فی الغیاثیة وفتح القدیر۔

﴿۲﴾......اس صورت میں نہیں پڑھ سکتا۔

فی الفتاوی الهندیة :(۱٦٤/۱)

ولو صلی علیه الولی وللمیت أولیاء أخر بمنزلته لیس لهم أن یعیدوا کذا فی الجوهرة النیرة ۔

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

﴿۳﴾......اگر نمازِ جنازہ ولی میت کی اجازت سے پڑھی گئی ہو یا اس کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص نے پڑھائی ہو جو مستحقِ امامت ہو (مثلاً امامِ مسجدِ محلہ، جبکہ وہ میت کے اعزہ سے افضل ہو) تو ایسی صورت میں ولی اعادہ نہیں کرسکتا، لیکن اگر نمازِ جنازہ نہ تو ولیِ میت کی اجازت سے ادا کی گئی ہو اور نہ ہی کسی مستحقِ امامت نے پڑھائی ہو تو ایسی صورت میں اگر ولی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہوا ہو تو وہ اعادہ کرسکتا ہے، اور اس کے ساتھ نمازِ جنازہ میں وہ لوگ بھی شریک ہو سکتے ہیں جو پہلی مرتبہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ (ماخذہٗ بہشتی زیور: ص۸۱۰ و احکام میت ص۸۳)

وفی الفتاوی الهندية :(۱۶۳/۱)

ولا يعيد الولی إن صلی الإمام الأعظم أو السلطان أو الوالی أو القاضی أو إمام الحی لأن هؤلاء أولی منه وإن كان غير هؤلاء له أن يعيد كذا فی الخلاصة۔

وفی الدر المختار:(۲۱۹/۲)

(ويقدم فی الصلاة عليه السلطان او نائبه ثم القاضی ثم امام الحی) فيه إيهام وذلك أن تقديم الولاة واجب وتقديم إمام الحی مندوب فقط بشرط أن يكون أفضل من الولی وإلا فالولی أولی كما فی المجتبی و شرح المجمع للمصنف۔

وفيه ايضاً:(۲۲۲/۲)

فإن صلی غيره أی الولی ممن ليس له حق التقدم علی الولی ولم يتابعه الولی أعاد الولی ولو علی قبره۔

وفی ردالمحتار:(۲۲۲/۲)

(قوله :فإن صلی غيره) الأخصر أن يقول فإن صلی من ليس له حق التقدم اه ح

(قوله :ممن ليس له حق التقدم الخ)بيان لغير المضاف إلی ضمير الولی أخرج به السلطان ونحوه وإمام الحی فإن صلی أحدهم لم يعد الولی كما يأتی لتقدمهم عليه ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالحفیظ حفظہ اللہ تعالیٰ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

۲۸ مارچ ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ لہ

۲۴/۴/۱۴۳۲ھ

دارالافتاء

مفتی